ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.5 No.1 2022

اُردو صحافت اور فکائیہ کالم کی روایت

(قیام پاکستان کے بعد)

INTELLECTUAL AND TECHNICAL STUDY.
(AFTER THE ESTABLISHMENT OF PAKISTAN)

* محمد احمد اعوان

پی۔ایچ۔ڈی اسکالر اُردو، یونیورسٹی آف سندھ

The Study of Remote, writers of Urdu Humor Columns is actually a few pennames that were traced down to the real authors, we know now, for example, that Zafar Ali Khan wrote the comic columns published in Zamindar under the title Fukhahaat, though it carried the penname of Naqqaash, afterward Chiragh Hassan Hasrat wrote Fukahaaat in Zamindar. During Zamindar's final years, Abdul Majeed Salik wrote Afkar-o-Hawadis in it and later wrote the same column in Inqelaab. Before him Ghulam Rasool Mehr in it and later wrote the same column in Inqelaab, Another humorist and journalist wrote his column in Zamindar. Zamindar has not only the greatness of introducing humor column to Urdu Journalism but it also played a major role in caring forward the tradition and popularizing it and the are many other whose names can't be mentioned here for shortage of space. But there literary services will be remembered forever.

Keywords: *Urdu Journalism, Hilarious Columns, Zamindar, newspaper, Ghulam Rasool Mehar, Majeed Salik, Gulabi Urdu, al-Hilal.*

قیام پاکستان کے بعد وہ اخبارات جن کے مالک ہندو تھے، اور اخبارات کی اشاعت اس حصے سے ہوئی تھی۔جواب پاکستان کہلاتا ہے۔ بھارت منتقل ہونا شروع ہوگئے۔چنانچہ ملاپ، پرتاب، بندے ماترم وغیرہ سب دہلی، جالندھر، اور حیدرآباد منتقل ہوگئے اسی طرح مسلم اخبارات جو دہلی سے نکلتے تھے وہ پاکستان منتقل ہوگئے۔کچھ اخبارات ایسے بھی تھے جنہیں مقام اشاعت تبدیل کرنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔انہیں میں ایک اخبار "نوائے وقت" بھی ہے۔ "نوائے وقت" کی ابتداء ایک پندرہ روزہ جریدہ کی حیثیت سے ہوئی۔23مارچ 1940 کو اس کا پہلا شمارہ نکلا۔ اور 22جولائی 1944 (1) میں یہ مکمل روزنامہ بن گیا۔حمید نظامی اس کے مدیر تھے۔اور ملکیت میں حمید نظامی اور حامد محمود شامل تھے۔اور اول الذکر نے ادارت سنبھالی۔اور موخر الذکر نے کاروباری فرائض اپنے ہاتھ میں لے لیے۔دونوں کی محنت اور دوستوں کے تعاون سے اخبار کامیاب ہوگیا۔روزنامہ "نوائے وقت" شروع ہی میں سے مسلم لیگ کے ترجمان کی حیثیت سے سامنے آیا۔چونکہ مسلم لیگ عوام میں روز بروز مقبول ہو رہی تھی لہٰذا نوائے وقت کو بھی سہارا ملتا رہا۔ حتیٰ کہ مسلم لیگ کے وہ لیڈر جو ملک خضر حیات کی پالیسی سے نالاں تھے۔وہ بھی نوائے وقت کی پشت پر تھے۔عوام پہلے ہی اسے پسندیدگی کی نظر سے دیکھتے تھے۔یہی وجہ ہے کہ یہ اخبار اپنے مقامی مسلم معاصرین میں نمایاں ہوگیا۔دیگر اخبارات صوبائی وزارت سے متاثر تھے، یا اتحاد پارٹی کی تائید کرتے تھے مگر نوائے وقت صوبائی اور آل انڈیا مسلم لیگ کا ترجمان تھا۔1951ء میں اس اخبار پر پابندی عائد کردی۔کچھ عرصہ بعد یہ دوبارہ شائع ہونے لگا۔یہ اخبار لاہور، راولپنڈی، ملتان اور کراچی سے بیک وقت شائع ہوتا ہے۔

روزنامہ جنگ کا آغاز 1939ء میں دہلی میں ہوا۔ (2) اس وقت اس کے ایڈیٹر غلام پنی پردیسی اور منتظمین میں دادا عشرت اور میر خلیل الرحمان تھے۔اور یہ شام کا اخبار تھا۔ جس وقت "جنگ" اخبار کا اجراء ہوا۔اس وقت کے معروضی حالات کے مطابق کسی اخبار کی پالیسی بڑی معتدل تھی لیکن جلد ہی "جنگ" نے اپنی پالیسی تبدیلی کی اور اسے مسلمانوں کے موقف کا نہ صرف حامی بلکہ پر زور ترجمان بنادیا۔کراچی سے "جنگ" کا پہلا شمارہ 15 اکتوبر 1947ء کو نکلا تھا۔رفتہ رفتہ اس اخبار نے ترقی کرنا شروع کی اور سب سے اہم تبدیلی یہ ہوئی کہ 10 فروری 1948ء کو یہ اخبار صبح کا ہوگیا۔اس وقت اس کی ادارت سید محمد تقی کے سپرد تھی۔(3) شروع میں "جنگ" میں خبروں کی ترتیب اور انداز سنسنی خیزی پر مبنی تھی۔عام دلچسپی کی فیچر، تصاویر کے ساتھ شائع ہوتے تھے۔فکائیہ کالم جسے مستقل طور پر مجید لاہوری: حرف وحکایت" کے عنوان سے لکھا کرتے تھے۔بے حد دلچسپ ہوتا تھا۔وہ عوامی مسائل میں خصوصی دلچسپی لیا کرتے اور بڑی خوبصورت طنز کیا کرتے تھے۔ان کا یہ کالم عوام وخواص میں یکساں مقبول تھا۔"جنگ" کراچی کی کامیابی کے بعد میر صاحب نے 13 نومبر 1959 کو "جنگ" راولپنڈی کا اجراء کیا۔مشہور ادیب وشاعر، کالم نگار، افسانہ نگار شوکت تھانوی اس کے پہلے ایڈیٹر مقرر ہوئے۔ (4) جلد ہی "جنگ" اپنے علاقے کا مقبول اخبار بن گیا۔15 مارچ 1971 کو لندن سے "جنگ" اخبار کا اجراء ہوا۔(5) اس طرح روزنامہ جنگ پہلا کامیاب اُردو روزنامہ بن گیا جو بیرون ملک سے بھی شائع ہوتا ہے۔بعد ازاں یکم مارچ 1977ء کو کوئٹہ سے "جنگ" کا آغاز ہوا۔(6) لاہور میں بھی "جنگ" کی ضرورت کو شدت سے محسوس کیا جانے لگا تو ضرورت اور وقت کی نزاکت کو پیش نظر رکھتے ہوئے یکم اکتوبر 1981ء کو "روزنامہ جنگ" کا لاہور سے بھی اجراء کیا گیا۔(7)

"جنگ" کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اپنے وقت کے بیشتر ادیب، شاعر، صحافی اس سے وابستہ رہے ہیں، مجید لاہوری کا ذکر ہوچکا ہے۔ان کی زندگی میں ہی شفیع عقیل "گردوپیش" کے عنوان سے ہفتہ وار کالم لکھا کرتے تھے۔مجید لاہوری کی وفات کے بعد "حروف وحکایت" کا کالم "وغیرہ وغیرہ" کے عنوان سے شوکت تھانوی لکھنے لگے۔جب شوکت تھانوی روزنامہ "جنگ" راولپنڈی کے ایڈیٹر بن گئے۔تو یہی کالم ابراہیم جلیس لکھنے لگے۔اب شوکت تھانوی کے کالم کے عنوان "پہاڑ تلے" تھا۔1965ء میں انعام درانی کا کالم "تلخ وشریں" اور ابن انشاء کا "دخل در معقولات" کے عنوان سے شائع ہونا شروع ہوا۔احمد ندیم قاسمی نے ستر کے وسط میں "لاہور لاہور ہے" "موج در موج" اور پھر رواں دواں" کے نام سے کالم لکھنا شروع کیا۔

منو بھائی کا "گریبان" مجیب الرحمن شامی کا "جلسہ عام" عبدالقادر حسن کا غیر سیاسی باتیں، یہ وہ چند نام ہیں۔جو "جنگ" اخبار کو جلا بخشتے رہے ہیں۔ "نوائے وقت اور جنگ کی طرح "انجام" کا آغاز بھی قیام پاکستان سے پہلے ہوگیا تھا۔اس کے مالک اور مدیر محمد عثمان آزاد تھے۔ "انجام" اپنے وقت کا مقبول اخبار تھا۔پاکستان بننے کے بعد محمد عثمان نے اسے کراچی سے شائع کرنا شروع کردیا۔آغاز

میں اس کی مقبولیت میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔اس خوش فہمی نے اس کے مالکوں کو غفلت کی نیند سلا دیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ رفتہ رفتہ اس کی مقبولیت میں کمی واقع ہونا شروع ہوگئی۔ اور اشاعت گھٹتے گھٹتے ختم ہوگئی۔بالا آخر 15 فروری 1967 کو یہ اپنے انجام تک جا پہنچا۔روزنامہ "انجام" میں کشور ممتاز نے "شعلہ و شبنم" اور محمودہ سلطانہ نے "برق وشرر" کے عنوان سے کالم لکھے ہیں۔اسی اخبار میں طفیل احمد جمالی "کوہکن" اور "بت شکن" کے قلمی نام سے کالم لکھا کرتے تھے۔

روزنامہ "امروز" پروگریسو پیپرز" کے زیر اہتمام 4مارچ 1948ء کو منظر عام پر آیا۔(8) پاکستان ٹائمز اور "امروز" دونوں کے چیئرمین افتخار الدین مرحوم تھے اور ان دونوں اخباروں کی پالیسی میں ان کا عمل دخل تھا۔میاں صاحب بائیں بازو کی سیاست کے سرخیل تھے۔ان کے اخبارات ان کے خیالات و نظریات کے مظہر تھے۔اپنے پہلے شمارے میں انہوں نے اظہار خیال کرتے ہوئے اخبار کی پالیسی کو کچھ یوں بیان کیا۔

"موجودہ حالات میں دنیا کی کوئی قوم اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ چن کر بسر اوقات نہیں کرسکتی۔اس لیے پاکستان کے عوام کو اپنے مسائل اور سیاسی مسالک سے منطبق کرنا ہوگا۔اس کیلئے دنیا کے بدلتے ہوئے سیاسی نقشہ پر ان کی نظر جمی رہنی چاہیے(9)

یکم جنوری 1948ء کو لاہور سے ہفت روزہ "چٹان" کا اجراء ہوا۔جس کے مدیر اور مالک آغاز شورش کاشمیری تھے۔مرحوم ایک بے لوث سیاسی کارکن تھے۔انہوں نے اپنی سیاسی جدوجہد کا آغاز انگریزوں کے خلاف آزادی کے حصول سے کیا تھا۔ایک عرصہ تک مجلس احرار کے پلیٹ فارم سے وہ انگریزوں اور حکومت وقت کو للکارتے رہے۔اسی ہفتہ روزہ میں وہ "قلم قتلے" آنکھیں میری باقی ان کا" اور تلخ نوائی" کے عنوانات سے کالم لکھا کرتے تھے۔وہ ایک سیاسی طنز نگار تھے۔اور مولانا ظفر علی خان سے حد درجہ متاثر تھے۔ان قابل ذکر اخبارات کے علاوہ کچھ نئے اخبارات بھی جاری ہوئے جو جلد ہی بند ہوگئے۔ڈاکٹر عبدالسلام خورشید "پاکستان صحافت" میں لکھتے ہیں۔

" مجلس احرار کا ہفتہ روزہ "آزاد" پہلے سے جاری تھا۔کچھ عرصہ آغا شورش کاشمیری اس کے مدیر رہے۔پھر یہ روزنامہ ہوگیا۔بہر حال کافی طویل زندگی کے باوجود اس کی اشاعت نہایت محدود رہی۔جماعت اسلامی کی ترجمانی کیلئے یکے بعد دیگر دو روزنامے نکلے۔ایک "تسنیم "دوسرا" قاصد" پر بھی مختلف عرصے کے بعد بند ہوگئے۔اخباروں میں "ملت" خاص طور پر قابل ذکر ہے۔یہ سول اینڈ ملٹری گزٹ لمیٹڈ کے زیر اہتمام جاری ہوا، شبلی اس کے ایڈیٹر تھے۔بہر حال یہ بھی کم و بیش دو سال بعد بند ہوگیا تھا۔(10)

قیام پاکستان کے پہلے عشرے میں "کوہستان" کا اجراء ہوا۔یہ اخبار 14 اگست 1953 کو راولپنڈی سے جاری ہوا۔(11)

ابتداء میں یہ ایک علاقائی روزنامہ تھا۔جس کے بانی نسیم حجازی اور عنایت اللہ تھے۔نسیم حجازی کی حیثیت تاریخی ناول نگار کی ہے۔وہ آزادی سے پہلے کوئٹہ میں ایک ہفتہ روزہ کی ادارت کرتے تھے اور عنایت اللہ ان دونوں لاہور میں بچوں کے رسالہ "ہدایت" کے مدیر تھے۔دونوں نے قومی کتب خانے کی مدد سے پاکستان بننے کے بعد راولپنڈی سے "تعمیر" نکالا۔جو ایک مقامی اخبار تھا۔اختلافات کی وجہ سے وہاں سے استعفی دیا اور "کوہستان" نکال لیا۔23 مارچ 1952ء (12) کو اس کا ایک ایڈیشن لاہور سے شائع ہونا شروع ہوا۔کوئی دو سال بعد لاہور کے ایڈیشن کو مرکزی حیثیت دے کر ملتان سے بھی یہ شائع ہونا شروع ہوا۔ملتان میں اس کا پہلا ایڈیشن 21 اپریل 1958ء(13) کو چھپا گویا کہ یہ اخبار لاہور، راولپنڈی اور ملتان سے بیک وقت شائع ہوتا تھا۔اس اخبار کے روح رواں عنایت اللہ تھے۔23 دسمبر 1962ء کو کراچی سے روزنامہ "حریت" جاری ہوا۔اس کے بانی فخر ماتری تھے۔جو اس سے قبل روزنامہ "ملت" اور شام کے وقت نکلنے والا انگریزی روزنامہ "لیڈر" شائع کررہے تھے۔ابتداء میں "حریت" کی مقبولیت "جنگ" اور "انجام" دونوں سے زیادہ تھی۔لیکن رفتہ رفتہ مالکان کی عدم توجہی کی وجہ سے اس کی اشاعت میں کمی ہوتی گئی۔اور بالا آخر 1973ء میں یہ اخبار افق صحافت سے غائب ہوگیا۔عنایت اللہ مرحوم نے "کوہستان" سے علیحدہ ہوکر روزنامہ "مشرق" لاہور جاری کیا۔اس کا پہلا شمارہ 6 ستمبر 1963ء کو منصہ شہود پر آیا۔(14)

قیام پاکستان کے بعد بہت سے ہفتہ روزے شائع ہوتے رہے ہیں۔"چٹان" کا ذکر ہم سابقہ صفحات میں کرچکے ہیں۔اس کے علاوہ "لیل و نہار" اور "ایشیا" اپنے وقت کے مشہور ہفتہ روزے تھے۔"لیل و نہار" میں ظہیر بابر کا کالم "ساتواں صفحہ" اور "ایشیا" میں نصر اللہ خان عزیز کا کالم اپنے اندر چھپے طنز و مزاح کے سارے حربے رکھتا تھا۔1970ء کی دہائی میں "نصرت"، "شہاب"، "زندگی"، "کہانی" اور "اخبار جہاں" جاری ہوئے۔"نصرت" اور "شہاب" تو چوں کہ ایک خاص پارٹی کے اخبار تھے اس لیے کچھ عرصے بعد اپنی آب و تاب کھو بیٹھے۔"زندگی" الطاف حسن قریشی نے جاری کیا تھا۔وہ مرحوم ذوالفقار علی بھٹو اور ان کی پارٹی سے نظریاتی اختلاف رکھتے تھے۔چناں چہ اس دور میں انہیں بے پناہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔"زندگی" کی ادارت بعد ازاں مجیب الرحمان شامی نے سنبھالی۔"اخبار جہاں" جنگ پبلی کیشنز کا ذیلی ہفتہ روزہ ہے۔جس میں ہر قسم کے قارئین کے مزاج کے مطابق مواد شائع کیا جاتا ہے۔اس نبض شناسی نے اسے مقبول ترین ہفتہ روزہ بنا دیا۔"اخبار جہاں" سے متاثر ہوکر روزنامہ "مشرق" نے "اخبار خواتین" اور روزنامہ "نوائے وقت" نے "فیملی میگزین" کے نام سے اسی دوران ہفتہ روزہ "تکبیر" جاری ہوا۔جس کے ایڈیٹر محمد صلاح الدین تھے۔ان ہفتہ روزوں میں اکثر فکائیہ کالم بھی ان کالم نگاروں کے شائع ہوتے ہیں۔جو کسی نہ کسی روزنامہ سے وابستہ ہیں۔ہاں البتہ "تکبیر" میں شائع ہونے والا کالم "سخن در سخن" ہے۔جسے مشفق خواجہ لکھا کرتے تھے۔اپنی جگہ خاصے کی چیز تھا۔

فکائیہ کالم نگاری کی تاریخ پر جب ہم نظر دوڑاتے ہیں تو مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ابتداء میں کالم نویس کی بجائے کالم کی زیادہ اہمیت ہوتی تھی۔چنانچہ پہلے پہل شائع ہونے والے اکثر کالموں پر نام موجود نہیں ہیں۔یا پھر فرضی نام ہیں۔جس کی ایک وجہ تو غالباً یہ تھی کہ بہت سے کالم نگار سرکاری ملازمت میں تھے۔اور وہ اپنے نام سے کالم شائع کروا کر کسی قسم کا خطرہ مول لینے کیلئے تیار نہ تھے۔دوسرا صحافت اس وقت تک کوئی منافع بخش سودا نہ تھا۔اس پیشہ میں تو سراسر مشکلات اور مصائب تھے۔ایسے میں سرپھروں کی تعداد بہت کم تھی۔چنانچہ ایک ایک صحافی کو کئی کئی امور نبٹانا ہوتے تھے۔تیسرا اس وقت تک ان کالموں کی اہمیت اور ضرورت بھی محض ثانوی حیثیت رکھتی تھی۔چنانچہ اُردو صحافت کی پہلی صدی میں ہمیں ایسی مثالیں کم ملتی ہیں کہ کالم کیساتھ کالم نگار کا نام بھی موجود ہو۔تاہم وقت نے کروٹ لی اور صحافت پیشہ سے نکل کر صنعت کی حیثیت اختیار کرگئی۔اب صحافیوں کو شہرت کا لپکا بھی پڑ گیا۔چنانچہ اب کالم کا عنوان اور کالم نگار کا نام بھی لکھنا ضروری سمجھا گیا۔حتی کہ قیام پاکستان کے وقت فکائیہ کالم نگاروں کی اچھی خاصی کھیپ تیار ہوچکی تھی۔اور ان میں بہت سے ایسے تھے۔جو پاکستان بننے سے پہلے ہی بہت نام کما چکے تھے۔چنانچہ ہم نے کئی صفحات میں فکائیہ کالم نگاری کا جہاں بھی ذکر کیا ہے وہاں مرکزی حیثیت اخبار اور اس کی پالیسی کو دی ہے۔لیکن چوں کہ اب کالم نگاری باقاعدہ ایک صنف کی حیثیت رکھتی ہے۔اور ہر اخبار نے ایک سے زائد کالم نگار اس مقصد کیلئے رکھے ہوئے ہیں۔جسے وہ اضافی خوبی شمار کرتے ہیں۔فی زمانہ تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ شاید کالم نگاروں کی لوٹ سیل لگی ہوئی ہے۔یہ الگ بات ہے کہ کالم نگاروں کے اس جمعہ بازار میں بہت کم ایسے ہیں جنہوں نے اپنی علیحدہ شناخت بنائی۔ورنہ اکثریت کالب ولیمہ اور انداز سابقین ہی کی پیروی ہے۔وقتی طور پر ان کے کالموں میں طنز و مزاح کا ذائقہ محسوس ہوتا ہے۔لیکن ان کالموں کی تعداد معدودے چندے سے زیادہ نہیں ہے۔لیکن ہم انہیں مثال بنا کر ثقہ فکائیہ کالم نگار نہیں کہہ سکتے۔ان میں سے کچھ تو عرصہ دراز تک لکھتے رہے۔اور کچھ نو آموز ہیں اور شاید مستقبل میں اپنی جگہ بنانے میں

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.5 No.1 2022

کامیاب ہو جائیں۔ پھر بہت سے کالم نگار ایسے ہیں جنھوں نے اپنے اپنے مفادات کی چھتریوں تلے پے در پے اخبارات تبدیل کیے ہیں۔ جیسے ہی کوئی کالم نگار اخبار تبدیل کرتا ہے وہ اپنا کام مع عنوان کے دوسرے اخبار میں لے جاتے ہے۔

حواشی وحوالہ جات

(1)عبدالسلام خورشید، ڈاکٹر، مضمون بعنوان "اُردو صحافت 1857ء سے 1962ء تک" نقوش، لاہور نمبر صفحہ دوم، ص852۔

(2) ایضاً۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص854

(3)محمد شمس الدین "روزنامہ جنگ کا آغاز" جرنلسٹ، شعبہ ابلاغ عامہ، جامعہ کراچی، 26 جنوری 1992۔

(4)بحوالہ میر صاحب سے شورش ملک اور پینل انٹرویو، روزنامہ جنگ، اشاعت خاص، 26 جنوری 1992

(5)سعید مرتضیٰ زیدی، "شوکت تھانوی" مغربی پاکستان اُردو اکیڈمی، ص31

(6)سلطان محمود "برطانیہ میں اُردو صحافت" مرکزی اُردو بورڈ، لاہور، 1978، ص87

(7)روزنامہ "جنگ" کوئٹہ، پہلی اشاعت، یکم مارچ 1972ء۔

(8)عبدالسلام خورشید، ڈاکٹر "داستان صحافت، ص132

(9)روزنامہ "امروز" لاہور، کالم "ہم اور آپ" 4 مارچ 1948، ص2

(10)عبدالسلام خورشید، ڈاکٹر، داستان صحافت "ص130، 129

(11)روزنامہ "کوہستان" راولپنڈی، پہلا شمارہ 14 اگست 1953

(12)روزنامہ "کوہستان" لاہور پہلا شمارہ، 23 مارچ 1952

(13)روزنامہ "کوہستان" ملتان، پہلا شمارہ، 21 اپریل 1958

(14)عبدالسلام خورشید، ڈاکٹر، "داستان صحافت" ص133